قلم برداشتہ

سید عطاء المحسن بخاری

چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر!

تمام صحابہ عین حق اور معیار حق ہیں

پروفیسر محمد طاہر الہاشمی کی تازہ ترین کتاب "تذکرہ سیدنا معاویہ" حال ہی میں منصہ شہود پر آئی ہے۔ ۶ ستمبر ۱۹۹۵ء کو جامع مسجد حویلیاں (ہزارہ) میں کتاب کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری اپنی علالت کے باعث تقریب میں شریک نہ ہو سکے مگر مدیر نقیب نے آپ کا یہ مضمون پڑھ کر سامعین کو سنایا جو خاص طور پر اسی تقریب کے لئے لکھا گیا تھا۔ افادہ عام کے لئے اب اسے ہدیہ قارئین کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

ہمارے مذہبی و مسلکی معاشرے کا عام رجحان یہ ہے کہ دیوبندی علماء بریلوی علما، غیر مقلد علماء اپنی اپنی تحقیقات میں اور اپنی اپنی ترجیحات میں جو لکھ دیں جو کر دیں وہ مستند و معتبر ہے اور اگر ان کی اس رائے سے اختلاف کیا جائے یا اسکو غلط کہدیا جائے تو الزام لگا دیا جاتا ہے کہ یہ شخص بزرگوں کا گستاخ ہے اور یہ "تہمت" لگانے والے خصوصاً وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو موحد، اللہ پرست، توحید الٰہی کو سمجھنے، ماننے میں یگانۂ عصر جاننے اور سمجھانے میں یکتائے روزگار کہتے اور منواتے ہیں حالانکہ وہ لوگ اعلیٰ درجے کے اسلاف پرست اور بزرگ پرست ہیں۔ اور بزرگوں کا فکری بت بنا کر اسکی پرستش سے بھی باز نہیں آتے۔ عالم یہ ہے کہ اس بزرگ پرستی میں اور اسلاف پرستی میں ہمارے دیوبندی، اور اہل حدیث (غیر مقلد) بھائی، بریلوی بھائیوں سے بھی آگے نکل گئے ہیں اور بزرگوں کے ایسے ایسے قصے سناتے ہیں، ایسی ایسی کرامات بتاتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کے ڈپلیکیٹ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ اس سے انکی غرض شخصیت سازی ہے اور شخصیت کا ایک ایسا دائرہ بنانے کی مذموم کوشش ہے جس میں معتقدین و متوسلین گھر کے رہ جائیں اور گھٹ کے مرجائیں اور یہی اس کاوشِ نامسعود کی منشاء ہوتی ہے حالانکہ عقائد، فرائض، واجبات، سنن یا دیگر دینی احکام کے علاوہ دین میں توسع موجود ہے۔ خصوصاً تاریخی روایات یا تاریخی آراء و قصص کے بارے میں۔ مثلاً سیدنا معاویہؓ کے بارے میں بزرگ پرستوں اور اسلاف پرستوں کے ترکشِ طعن و تشنیع کا کمزور سے کمزور تیر یہ ہے

"کہ سیدنا علیؓ و سیدنا معاویہؓ کے مشاجرات میں آپ کو فیصلہ کرنا ہوگا ورنہ یہ لاینحل عقدہ ہے اسکو حل کئے بغیر اہل سنت والجماعت کا موقف نکھر کے سامنے نہیں آتا"

اسمیں پھر ان بزرگ پرستوں اور اسلاف پرستوں کا آپس میں اختلاف ہے۔ خیالی بت پوجنے والا ایک گروہ کہتا ہے "کہ حضرت معاویہؓ کا حضرت علیؓ سے اختلاف عنادی تھا" دوسرا گروہ جو محض بزرگوں کی لکیر کا نابینا فقیر

ہے، کہتا ہے کہ "یہ اختلاف اجتہادی تھا اور یہ کہ حضرت معاویہؓ کا یہ اختلاف اجتہادی خطا ہے"۔ مزے کی بات یہ ہے کہ کہنے والے سب کے سب تقریباً عجمی ہیں۔ خواہ وہ نام نہاد اہل سنت ہوں یا شیعہ اور اس قضیہ میں دونوں کی رائے قضیۂ نا مرضیہ ہے مگر کیا کہنے ہیں بزرگ پرستی کے کہ یہ ناپینا بزرگ پرست اپنے ان عجمی بزرگوں کو بچانے کی فکر و کاوش میں یہ بات بھول جاتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں کہ جن اشخاص و افراد کو یہ بزرگ جانتے اور مانتے ہیں یہ ان مسلکوں کے بیماروں کے خود ساختہ لوگ ہیں اور جس شخصیت گرامی کے اجتہاد کو خطا یا عناد کہتے ہیں وہ اللہ کے چنے ہوئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے تربیت یافتہ ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کا تزکیہ کیا، ان کے ظاہر و باطن کو اجالا، ان کی عدالت کی تصدیق کی، ان کو راشد و ھادی بنایا، ان کو مومنِ حقیقی کہا، انہی کو مفلحین و فائزین کہا، ان کی دنیا کو معیار قرار دیا، صینِ دین فرمایا، ان کی آخرت پر اللہ کی رضا کی مہر لگا دی، یقینی بنا دی، انہیں شک و ارتیاب سے، وہم و گمان سے ماورٰی کر دیا اور ان کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا پرتو بنا دیا۔ اور جن لوگوں کو یہ لوگ معیار بناتے ہیں ان کی عاقبت کا فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے۔ ان کی دنیا کے اعمال تولے جائیں گے پھر فیصلہ ہوگا اور صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ سے نسبتِ بلند کے عوض تولے جائیں گے۔ پھر کون ہے جو آفتاب رسالت کے ایسے ماہِ مبین کے سامنے عجم کے چراغ جلا سکے۔ دیوبندی علماء یا بریلوی علماء یا سلفی علماء معیارِ حق نہیں بلکہ معیارِ حق تو صرف صحابہ کرامؓ ہیں یہ سارے عجمی طبقے بتاتے، پڑھاتے بھی ہیں۔ کیونکہ ان کا رزق اسی اظہار عقیدت سے وابستہ ہے مگر جونہی ان کی اس ژولیدہ فکر کی تردید کی جاتی ہے، ان عجمی سکہ بند ڈبوں اور ڈبہ پیروں کو تنقید کی سان پر چڑھایا جاتا ہے تو یہ اعجام و اسقام بزرگی کی دُھائی ڈال دیتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا سیدنا حسنؓ نے سیدنا معاویہؓ کو حق سمجھ کے خلافت دی یا عنادی و خاطی سمجھ کے؟ انکی خلیفۂ رسول ﷺ سمجھ کے بیعت کی یا بادشاہ سمجھ کے؟ سیدنا معاویہؓ، صدیق اکبرؓ کے بعد وہ واحد صحابی ہیں جن کی صحابہؓ کے تمام طبقات نے بیعت کی۔ کیا انہوں نے بھی سیدنا معاویہؓ کو عنادی یا خاطی سمجھ کے بیعت کی؟ کیا کسی بڑے یا چھوٹے صحابی نے انہیں خاطی کہا؟ کیا سیدنا معاویہؓ مجتہد مطلق نہ تھے؟ کیا ان کے اجتہاد کے سامنے کسی عجمی غیر مجتہد کی بات کو معتبر و مستند مانا جائے گا؟ کیا یہ دیوبندی، بریلوی، غیر مقلد مسلمان، بڑے یا چھوٹے کسی مرجوع القول صحابی کے مقابلے میں بھی معتبر و مستند ہیں؟ میں پوچھتا ہوں صحابی کے اجتہاد کے مقابلے میں آئمہ اربعہ کے اجتہاد کو بھی فوقیت دی جا سکتی ہے؟ اور ایسا کسی نے کیا ہے؟ اگر کیا ہے تو دلیل کیا ہے؟ تمہارے عجمی سازشی بزرگوں کی بات نہ مانی جائے تو بزرگوں کی گستاخی ہو جاتی ہے اور تم عجمی مریدین اور تمہارے عجمی بزرگ، صحابہؓ کے اجتہاد و اجماع سے روگردانی بھی کریں تو تمہارا کچھ نہیں بگڑتا؟ تمہیں کچھ نہیں ہوتا؟ تمہارا ٹائیٹل نہیں بدلتا؟ جو ہفوات تم عجمی لوگ لکھتے ہو یہی کوئی اور لکھے تو وہ شیعہ، رافضی، ملحد، زندیق لیکن تم دیوبندی، بریلوی، سلفی جو چاہے کہتے لکھتے رہو، تم پکے اہل سنت والجماعت؟ سنت تو ان کے رشد و ہدایت کو تسلیم کرنا ہے، صرف سنت رسول نہیں بلکہ اللہ کا حکم ہے کہ ان کی اتباع کرو اور بغیر دلیل پوچھے کے اتباع کرو! تم یہ سب رونے چھوڑ کر،

(بقیہ ۲۱ پر)